







مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ طَاعَ اللَّهَ

از نامزد و افادان جناب مولانا ابوالخیر مولوی عبدالوہاب صاحب بیاری عم فیضی  
بمقتنی مذہب و انقادی مشرب با موعظہ

۲۵۹  
پروہ عصمت

ملقبہ  
یادگار مہرے

بمضمون

از ارشاد والا قطاب عالی جناب مفتی محمد حسن صاحب مقبہ التخلص بہ حسن  
رئیس الغلام سیدی سناء اللہ عن الشرور والفتن

باہتمام سید محمد عبدالرؤف حبیب قادری ورفاعی خلف الحاج المروم جان الفضائل  
جناب مولانا حضرت سید اسدوالہ صاحب قادری و نقشبندی حشری و سہروردی

نور اللہ خاں  
مطبع قلی واقع بمبئی طبع کرید



وَأَنْكِحُوا الْأَرْبَابَ حَتَّىٰ أَمْنٌ مِنْكُمْ

از تازده افادات جناب مولانا ابو الخير مولوی عبد الوہاب صاحب  
پہاری عم فیضہ انجاری الحنفی مدینہ و القادری مشرنا موسوم بہ



پاکوہ عصمت مولانا ابو الخیر مولوی عبد الوہاب صاحب  
پہاری عم فیضہ انجاری الحنفی مدینہ و القادری مشرنا موسوم بہ

مُطَبَّعٌ قَدْرًا قَدْرًا بِمُطَبَّعٍ كَرِيمٍ



آج کل زمانہ کی رفتار عجیب رنگ پر ہو چاروں طرف سے آزادی کی صدائیں آ رہی ہیں پاک و مقدس مذہب اسلام کے احکام واجب الاحترام پر طرح طرح جھج آمیز اور آزار و آئے معش کے بجایا حملے کئے جا رہے ہیں۔ کوئی معجزات انبیا کرام کا منکر ہو تو کوئی قیامت اور دوزخ و جنت وغیرہ ضروریات اسلام پر ٹھکانہ خیالات کی بوچھاڑ کر رہا ہو کوئی کرامات اولیا و عظام کا منکر ہے تو کوئی نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ واجبات احکام پر بے سرو پا تاویلات کی طومار بچا رہا ہے۔

۵  
اسلام کشمکش میں ہوا اتحاد و کفر میں کھائے کدھر کی چوٹ بچائے کدھر کی چوٹ مسلمانوں کے لڑکے جو ہندوستان میں انگریزی تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر دن کو عقائد اسلام و ضروریات احکام سے بھی اطلاع نہیں ہو اور نہ اونٹے والدین نے فی عمر اسکی کوشش کی ہو وہ لوگ اپنا اپنا رنگ الگ جا رہے ہیں اور ان میں سے لندن جا کرومان کی سوسائٹیوں میں شریک ہو کر جو جٹلمین بن آئے ہیں اونکو تو مزید برتن سمجھے کہ آزادی میں اعلیٰ درجہ کا تمغہ حاصل ہو کھانا پینا ہنا نا وھونا اوٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا بول چال وغیرہ جزئیات و کلیات میں ہلکی و تھامی اہل یورپ کی تقلید و اتباع کو باعث اعزاز و افتخار سمجھتے ہیں ہندوستان میں کیا بلکہ چاروں انگ عالم میں اب جو مسلمانوں کی حالت تترل میں اگر قابل حسرت و افسوس ہو رہی ہو اس کے اسباب میں سے یہ اعلیٰ ترین

سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانے میں گو اہل اسلام تعداد میں اس قدر نہ تھے جس قدر آج مردم شماری کے خانون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو مگر ونا اسکا ہو کہ وہ ہرکت اسلام کی جو ابیں قلیل و مقدس جماعت میں تھی یا بعد آنحضرت صلعم کے قرون ماضیہ میں رہی اسکا عشر عشر بھی اس وقت ایسی بڑی جماعت اہل اسلام میں موجود نہیں ہو اس ترقی و تہزل کی علت ہر عاقل ادنیٰ توجہ سے یہ سمجھ سکتا ہو کہ اون مقدس زمانوں میں بزرگان دین کے اندر احکام اسلامی کی پابندی اس درجہ پر تھی جسکا ادنیٰ حصہ بھی ہم ناخلفوں کے زمانہ میں عقائد مغربی کی صفت رکھتا ہو۔

بے اعتدالیوں سے اپنی سبک سب میں ہم ہو جتنا ہی بڑھتے ہم گئے اتنا ہی کم ہوئے ہندوستان میں آج اہل اسلام جس تہزل پر ہیں او سپرہ قیاس ہوتا ہو کہ اگر سی پیل و نہار ہو تو وہ دن بہت قریب ہے کہ اسلام کے نام کا پتہ بھی بہت مشکل سے معلوم ہو سکے گا اکثر جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں نے اپنی آزادانہ روش کے ساتھ ساتھ دنیاوی صنعت میں اپنے زعم میں ترقی کی ہو مگر ساتھ ہی اسکے وہ عقائد اہل اسلام و حقائق احکام سے ایسے غافل ہیں کہ گویا انکی پیدائش ہی مسلمانوں کے خاندان میں نہیں ہوئی ہو۔ مسلمانوں کی ترقی اس طور پر کہ ضروریات اسلام سے بالکل الگ تھلگ ریچائین ہو وہ تہزل کا پرخطر ویرا ہو جسکے طوفان بلا سے امت محمدیہ کو نجات دینے کے لئے آنحضرت صلعم اس عالم میں تشریف لائے اور دین و اسلام کے ضروریات مسائل و دیگر احکام و دلائل کا سبق امت محمدیہ کو پڑھا کر پھر عالم وصال کو رونق افروز ہوئے اور باوازمند فرما گئے کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یہ اقتحار ہمارے پاک مذہب اسلام ہی کو ہو کہ ہمارے نبی عربی ماشی قریشی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور دین کی تعلیم ساتھ ساتھ فرمائی



ہو جو افراط و تفریط سے بالکل نرا لاپاک ہو اسلئے دین و اسلام کو صراطِ مستقیم کا خطاب دیا گیا ہو ہم انگریزی یا کسی دوسرے دنیاوی علوم کی تعلیم کے ہرگز مخالف نہیں ہیں بلکہ ہمارا یہ خیال ہو کہ اسلئے ساتھ ساتھ دینیات کا سلسلہ بقدر ضرورت ضرور رکھا جائے تاکہ خیالات کی اصلاح ہوتی رہے۔

نئی گویم کہ از دنیا جدا باش بہر کار یکہ باشی با خدا باش  
اسلام کی پابندی کے ساتھ اہل یورپ کی تقلید اور نئے طرز ترقی و تعلیم علوم مثلاً علم نباتات و علم ہوا و صنایع و بدائع وغیرہ میں اگر کوئی کر دکھائے تو ہم اس کو مرعوب کہنے کے لئے تیار ہیں نئی روشنی والوں میں بعض تعلیم یافتہ حضرات ایسے بھی موجود ہیں جو اپنے دینی اور دنیاوی خیالات کی پاکیزگی کے اعتبار سے مسلمانانِ ہند کے باعث ناز و افتخار میں مگر اکثر حضرات محض دنیاوی ترقی کی یکطرفہ ڈگری کر کے اہل یورپ کی تقلید میں اس درجہ پر پہنچے کہ رہا سہنا اسلام بھی ان سے حقیقت میں رخصت ہو چکا ہو۔ یوں تو اہل اسلام پر ہندوستان میں چاروں طرف سے نکتہ و افلاس کی کالی گشتا چھائی ہوئی ہو جس کا مرثیہ تمام انجمنوں میں پڑھا جاتا ہو تاہم عورتوں کی پردہ پوشی اور حجاب میں رہتے کاجو اعزاز مسلمانانِ ہند کے معزز رئیس خاندانوں کو حاصل ہو غالباً یہ اعزاز کسی دوسری قوم کو نصیب نہیں ہو مگر انہی روشنی والے چلبے یورپین لیڈیوں کو صاحبوں کے ساتھ گاڈیوں اور جوڑیوں پر سوار دیکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے میں بھی انکی پوری پوری تقلید کی جائے اور آزادی کے ساتھ بے حجابانہ انداز پر مرد اور عورت میں عموماً وہ خصوصاً بے تکلفی کے مراسم پڑتے جائیں چنانچہ اسی خیال سے پردہ نسوان کی پردہ داری کے واسطے آج کل پبلک میں چند تحریرات لایعنی مشہور و معروف ہیں جسکی رودق ج

ضروریات دین اسلام میں داخل ہوا سنے محض بنظر ہمدردی اسلام کیسے کے سفر کے  
 زمانہ میں خیر خواہ اہل اسلام والا قدر عالی گہر بلند اقبال ذی جاہ و جلال معدن  
 الطاف و کرم مخزن فیض اتم امیر ابن الامیر رئیس ابن رئیس جناب شیخ محمد حسن  
 مقبہ صاحب المتخلص بہ حسن رئیس اعظم بمبئی دام اقبالہ نے فقیر سے فرمائش  
 کی کہ پردہ نسوان کے متعلق بدلائل قرآن شریف و حدیث شریف ایسی محققانہ تقریر  
 لکھی جائے جس سے پبلک کو عموماً اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو خصوصاً منفعت عظمیٰ  
 حاصل ہو چنانچہ حسب ارشاد جناب ممدوح الصدر کے فقیر نے اس رسالہ کو کتب خانہ  
 آصفیہ حیدر آباد و کن سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی اعانت سے لکھ کر خدام ذی الاحترام  
 میں پیش کش کیا جناب علی القاب ممدوح الصدر نے کمال قدر دانی اور عزت افزائی  
 کے ساتھ مبلغ یک صد روپیہ عطیہ انعامی مرحمت فرما کر شرف قبول کی عزت بخشی اب  
 میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام اہل اسلام کو اس مختصر رسالہ سے  
 نفع دیوے اور ابد الابد تک اسکا اعظمیہم حضرت امیر ممدوح الصدر کو خداوند  
 کریم کی درگاہ سے ملتا رہے ۛ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

## اصل مقصود

جاہلیت کے زمانے میں گویا عورتوں میں ستر پوشی کا رواج پورا پورا تھا لیکن  
 ساتھ ہی اس کے یہ انداز بھی عالمگیر تھا کہ عورتیں آزادی کے ساتھ بے حجابانہ اور  
 بے تکلفانہ عام جلسوں محفلوں۔ مشاعروں میں شریک ہوتی تھیں جس کا رقص و قہقہہ  
 یہ مال ہوا کہ فحش اور زنا اور فسق و فجور کی ایسی گرم بازاری تھی جسکی انتہا نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے ساتھ ہی اسلام کے سچے اور پُر  
اثر خطبات کے صدقے میں سارے ممنوعات اور منہیات جو عرب میں صدیوں  
سے رائج تھے ایک دم مٹ مٹا گئے اور پاکبازی اور تقویٰ پر ہیزگاری و پاکدامنی  
عفت و عصمت وغیرہ حسنت نے تمام دنیا کے دلوں پر سکھ بٹھایا اور جہان  
جہان رُوحِ فداہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور دیگر خدام  
ذوی الاحترام رونق افروز ہوئے ان کے قدمِ سمیت لزوم کے باعث وہاں  
عمدہ ترین خصائل اور اخلاق پر عمل درآمد ہونے لگا یہاں تک کہ اسلام نے

بلند آواز سے تمام دنیا کو نوٹس دیدی کہ اَلْحَيَاةُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ  
یعنی حیا اور شرم ایمان کی ایک شاخ ہو جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عیالیٰ اور بے شرمی  
بے ایمانی کی علامت ہے۔ مردوں اور عورتوں کے باہمی میل جول سے جو

بیہودہ ترین فضائل اور ادون ترین رذائل کا اندیشہ تھا اسکو اَلْحَافِظِينَ مِّنْ  
وَالْحَافِظَاتِ کا سبق پڑھا کر دنیا کو حیا و اسلامی اور غیرت ایسانی کی روشنی سے  
مسور کر کے قطعی موقوف کر دیا جن حضرات نے یورپین سوسائٹی کے علاوہ قرآن  
و حدیث کا مطالعہ کیا ہے انکو اس مختصر سی تحریر سے بخوبی تمام و کمال معلوم ہو جائیگا  
کہ بردہ نسوان کے واسطے اسلام میں کس قدر اہتمام ہوا اور ہوتا رہا قَالَ اللہ تَعَالٰی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ  
عَلَيْهِنَّ مِّنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۖ اے رسول کریم کہہ دو اپنی بیبیوں کو اور اپنی بیٹیوں  
کو اور مومنین کی عورتوں کو کہ جب باہر نکلا کریں تو نیچو چھوڑیں اپنے اوپر چادروں  
اپنی کو تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ جلباب اوس ٹری چادر کا نام ہے جو معمولی چادر

خورد کے بعد تمام بدن کو ڈھانک دیتی ہے اس کے علاوہ سورہ نور میں ارشاد ہوا

قُلْ لِلّٰهِ مَنَیْ یَغُضُّ مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظْنَ فُرُجَهُمْ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ ۚ لَیْسَ رَسُوْلٌ کَہْدٌ وَاِیْمَانٌ وَاِیْمَانٌ کُوْبُیْجَ رَکْعِیْنَ اِیْنِیْ نَکَاہُوْنَ کُوْا وِر

تھلہ متی رہیں اپنی ستروں کو اور نہ دکھاویں اپنے سنگار کو اسی طرح پر مردوں کی شان میں ارشاد ہوا قُلْ لِلّٰهِ مَنَیْ یَغُضُّ مِنْ اَبْصَارِهِمْ کَہْدٌ وَاِیْمَانٌ کُوْبُیْجَ رَکْعِیْنَ اِیْنِیْ نَکَاہُوْنَ کُوْا وِر

کریم ایمان والوں کو نیچی رکھا کرین اپنی آنکھوں کو اور حفاظت کرتے رہیں اپنی شرمگاہوں کی۔ بخاری شریف جو فن حدیث میں اول نمبر کی کتاب ہے اوس میں

روایت آئی ہر عن عقیبہ بن عامر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَیُّا کُمْ وَالدُّخُوْلُ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَقْرَآئِیْتُ الْحَمُوْا قَالِیْ الْحَمُوْا الْمَوْتُ۔ حضرت عقیبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بچو تم لوگ عورتوں کے پاس داخل ہونے سے۔

ایک انصاری نے کہا کہ یا رسول کیا ارشاد ہوتا ہے دربارہ دیور کے فرمایا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیور تو موت ہے۔ اس حدیث سے میں جوں رکھنا یا دیور کا

بھاوج کے پاس آنا جانا بالکل ممنوع ثابت ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دیور سے پردہ

کی سنت ضرورت ہے اور سنن ابی داؤد و ترمذی شریف میں یہ حدیث آئی ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِیْمُوْنَةُ قَامِلٌ

ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْہِ وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اَمَرَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنُفِیْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِیْسَ اَعْمٰی لَا یَبْصُرُنَا وَ لَا

یَعْرِفُنَا اَفْعَمِیَا وَلَیِّنَا اَلَمْ تَاکُنْ تَبْصُرُنَا۔ حضرت ام سلمہ

فرماتی ہیں کہ ہم اور حضرت میمونہ بیٹی ہوئی تھیں نزدیک آنحضرت صلعم کے پس آئے  
ابن ام مکتوم نزدیک آنحضرت صلعم کے بعد امر بالمعروف کے پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے  
کہ چھو تم دونوں ابن ام مکتوم سے پھر کہا ہم دونوں نے کہ یا رسول اللہ وہ تو  
اندھا ہے نہیں دیکھ سکتا ہم لوگوں کو تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا تم دونوں  
بھی اندھی ہو گئی ہو کیا نہیں دیکھ سکتی ہو تم دونوں ابن ام مکتوم کو اور رزنی شریف  
میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آئی ہر المرۃ

عَوْرَتٌ فَإِذَا خَرَجْتَ اسْتَشِرَّهَا الشَّيْطَانُ - عورت ستر ہو جب وہ باہر  
نکلے گی ہے شیطان اس کو گھورتا ہی اور ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی روایت ہے اِذَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ  
النِّسَاءُ لَمَتَّعْنَهُنَّ التَّجَدُّدَ كَمَا مَنَعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ الحديث یعنی حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ اگر آنحضرت صلعم تشریف فرما ہوتے اور  
عورتوں کے حرکات کو مشاہدہ فرماتے تو منع فرماتے عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے

جس طور سے منع کی گئی تھیں عورتیں بنی اسرائیل کی اور یہی کے شعب الایمان  
میں وارد ہوئے الحسن قال بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ

النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ اَلَيْسَ بِصَرِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام  
سے مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لعنت کرتا ہو اللہ تعالیٰ

دیکھنے والے کو اور اس کو جس کو دیکھا گیا ہے اور ابوداؤد شریف میں آیا ہے عَنْ  
اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ خِطَةً مِنَ الزَّانَا

اَدْرَكَ ذَلِكَ لَا يَحَالَةَ فَيَرَى الْعَيْنَيْنِ النَّظْرَ وَرَأَى اللِّسَانَ الْمَنْطِقَ وَالنَّفْسَ

تَمَّتْ وَتَشْتَهَى وَالْفَرْجُ يَصْدِقُ ذَلِكَ وَيَكْنِيهِ عِنْدَ حَضْرَةِ ابُو بَرْزَةَ أَخْبَرَتْ  
صَلَّى اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور اولاد  
اُمّ علیہ السلام کے مابین زنا کو جسکو وہ ضرور پاتا ہے پس زنا و نون لکھ کا دیکھنا  
ہے اور زنا زبان کا بولنا ہے اور زنا نفس کا آرزو اور خواہش ہو اور فرج تصدیق  
کرتا ہے اسکی یا تکذیب کرتا ہے ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مطالعہ سے ناظرین انصاف فرما سکتے ہیں کہ شریعت محمدیہ صلعم نے کس حکمت بالغہ  
اور منفعت باز فی کی مراعات کے ساتھ امت محمدیہ صلعم میں منادی کر دی ہو کہ مرد  
اور عورت ایک دوسرے کے دیکھنے سے اجتناب کریں اور اگر کسی ضرورت شدید  
کے وقت اپنے اپنے مکانات سے باہر جائیں تو بڑی بڑی چادروں کے گھونگھٹ  
ڈال کر یا پتھر یا کربین تاکہ مرد اور عورت کے آزادانہ میل و جول کی وجہ سے زنا  
حقیقی یا زنا طہلی کا وقوع نہ ہونے پائے پھر فریقین کا آزادی کے لباس میں  
بے باکانہ یک جا جمع ہو کر سیر کا ہون کی چکر لگانا امید ہے حجابانہ بات چیت کر کے ناز و انداز  
کے عشوات کے پیرایہ میں ہوئے نفسانی کامرکب ہونا کس حد تک فحوائے شریعت غرا  
کے مطابق ہو سکتا ہے اور جو لوگ باوجود ادعائے اسلام کے آزادانہ خیالات کے بیچ  
میں آکر یہ وہ درسی کے رواج میں دھوم دھام کر رہے ہیں اور یورپ و اہل یورپ  
کی تقلید باطل کے ساتھ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سچا تاویلات  
کی بھرمار کرتے ہیں وہ کہاں تک دائرہ اسلام میں قرار دے جاسکتے ہیں۔ درحقیقت  
جن حضرات نے اس پر آشوب زمانہ میں تمدن اسلام اور تمدن یورپ کو ایک کر  
دیکھا ہے کی سہی کی ہے انکو لازم ہے کہ اپنے دماغ کی اصلاح فرمائیں اور پاک و مقدس

مذہب اسلام کے حکمت آمیز مصالح کو ایک دم خیر باد نہ کرین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نابینا مردوں سے بھی عورتوں کو پرہیز لازم نہ کہیں کہ اس صورت میں گو مرد کی نگاہ عورت پر نہیں پڑے گی مگر عورت کی نگاہ مرد پر ضرور پڑے گی اور اس میں بھی فساد کا اندیشہ ہے اور عورت کے ستر پہننے کی روایت اور ناظر اور منظور الیہ پر لغت کی حدیث جو ابھی گزری ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جب عورت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قرار دیا ہے تو جس طرح سے ستر کا چھپانا اور ڈھانپنا واجب اور لازم ہے اسی طور سے عورتوں کو مردوں سے حجاب اور ستر ضروری امر ہے اور چونکہ لفظ عورت کے معنی لغت میں ستر اور شر سگاہ کے ہیں جیسا کہ قاموس اور صراح وغیرہ کتب لغت کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے تو اس وضع لغوی کے لحاظ سے بھی ہر شخص جسمین کچھ بھی عقل کا جوہر موجود ہے خیال کر سکتا ہے کہ پردہ عورتوں کے لئے کس قدر موزون اور ضروری امر ہے لفظ عورت سے قطع نظر کر کے مستورہ اور ستورات جو عورت اور عورات کے مرادف قرار دی گئی ہیں انھیں کے مفہوم میں غور فرمائیے تو صاف ظاہر ہے کہ ان الفاظ کے معانی لغویہ میں خود ہی پردہ شامل حال ہو چکا عورت کی پردہ درسی جائز کی جائیگی تو ان الفاظ کے مفہومات اپنی مفہومات اصلہ سے کوسوں دور ہو جائیں گے اور وَضَعَ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ کا مضمون صادق آئے گا علاوہ اسکے ناظر و منظور الیہ کی روایت میں جو لغت کی تہدید کی گئی ہے وہ بھی کس زور و شور کے ساتھ اعلان کر رہی ہے کہ پردہ نسوان ایک ضروری امر ہے ورنہ بہ تقدیر پردہ درسی کے مرد اور عورت کی نگاہ چونکہ ایک

کی دوسرے پر بڑی اسلئے ناظر اور منظور ایسے مصداق قرار پا کر لعنت ربانی کے  
 مصداق بنیں گے اور آنکھ اور زبان وغیرہ اعضاء جسمانیہ کے زنا کی روایت  
 بھی کس قدر ظاہر کر رہی ہے کہ پردہ اور مستوریت عورات کے لئے از روئے حکم  
 شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امر مستقیم بالشان ہے ورنہ بقدر رویت  
 ایک دوسرے کے ان سب زنا و حکمی سے نجات خیلے دشوار ہے اور حضرت عائشہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ابو داؤد و شریف و امام روایت جو ابھی مذکور ہوئی اوس سے  
 پورا پورا واضح ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور پاک زمانہ  
 میں مؤمنات عورات کو مسجد و مین مزید احتیاط کے ساتھ بڑی بڑی چادروں  
 کا گھونگھٹ ڈال کر یا برقعہ پہن کر آنے کی اجازت تھی اور ان کے صفوف کا مرتبہ بعد  
 صفوف اطفال کے رکھا گیا تھا لیکن اس اہتمام شان کے بعد بھی جب حضرت  
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانہ کا حال اس طرح بیان فرماتی ہیں تو پھر  
 اس چودھویں صدی ایسے پر آشوب اور پر فتن زمانہ کا کیا حال ہو گا ایسے  
 کثیر معلومات کے بعد بھی اگر پردہ درمی کے مجوزین حضرات اپنی ضد پر جسے  
 رہن قوا کا بجز صبر کے کوئی علاج نہیں ہے پارہ و مَن یَقْنَتُ مین جو حجاب  
 کی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے از و نواج مطہرات کی شان مبارک مین  
 نازل ہوئی ہے وہ بھی مؤمنات و حرائر عورات شرفاء کے پردہ کی اثبات کے  
 واسطے کھلی کھلی دلیل ہے اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا  
 تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولٰٓئِی اس آیت شریفہ مین آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے از و نواج مطہرات اٹھائے المؤمنین کی نسبت فرما دیا کہ تم لوگ بھری



رہو اپنے گھروں میں اور نہ باہر آیا کرو بناؤ اور سنگار کے ساتھ شل باہر آئے عورتوں  
 کے جاہلیت سابقہ کے زمانہ میں اس استدلال پر مخالفین پر وہ نسوان کی جانب سے  
 بعض تحریرات میں یہ اعتراض بڑے زور و شور کے ساتھ مطالعہ میں آیا کہ آیہ  
 حجاب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی شان مبارک میں نازل  
 ہوئی ہے پھر تمام عورات مومنین کا مفادیشہ اون پر درست نہیں یہ تقریر ایسی  
 بچر اور پیوچ ہے جسکی کچھ انتہا نہیں ہے امام شوکانی علیہ الرحمہ جو فن حدیث میں  
 ماہر فن تسلیم کر لئے گئے ہیں وہ نیک الادب و شارح متقی الاخبار میں ارشاد فرماتے  
 ہیں کہ آیات قرآنیہ میں خصوصیات موارد کے اعتبار سے تخصیص نہیں لی جاتی  
 ہے بلکہ عموم معانی کے اعتبار سے تقسیم لازم ہے ورنہ جس قدر آیات کلام پاک  
 میں وارد ہیں وہ خصوصیات مواقع نزول کے لحاظ سے اونھیں حضرات مخاطبین کے  
 ساتھ مخصوص ہو جائیں گے جو مواقع نزول آیات میں حاضر اور موجود تھے یہ  
 ایک عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہمیشہ خاص خاص لوگوں کی طرف کیا جاتا ہے  
 مگر جب تک کوئی دوسرا حکم معارض اس خطاب کے کسی خاص گروہ کے حق  
 میں وارد نہیں ہوتا ہے اوس وقت تک یہ خطاب نوع مخاطبین کے تمام افراد  
 کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اسی لئے علم اصول فقہ و سرائع کا مشہور و معروف  
 مسلہ ہے کہ الْعِبْرَةُ لِلْعُمُومِ الْمَعْنِي لَا لِلْخُصُوصِ الْمَوَادِّ اور اگر ایسا نہ ہو تو ہر  
 متنفذ اور ہر ایک ملک کے مسلمانوں کے لئے جداگانہ احکام قرآن پاک میں  
 وارد ہوتے اور تا قیام قیامت جزئیات ناس کے وجود اور ایجاد کے اعتبار  
 سے سلسلہ نزول وحی کا بھی ماننا لازم آئیگا جس سے شریعت محمدیہ صلی اللہ

علیہ وسلم میں ایسا نقصان عظیم لازم آتا ہے جسکا وہی مومن بھی اعتراف نہیں کر سکتا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات چونکہ تمام عورات مومنین سے افضل  
 اور اشرف ہیں اسلئے کلام پاک میں خطاب انھیں کے ساتھ کیا گیا ہے مگر وہ خطاب  
 شرفاء حرار مومنات کو ضرور ضرور شامل حال ہے۔ ہاں لونڈیاں اور دون  
 اقوام کی عورات اگر اس سے خارج کی جائیں تو واسمین کچھ مضائقہ نہیں ہو اور  
 اگر اس آیت کریمہ میں فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات ہی کو  
 خاص کر مخاطب بنانا مقصود تھا تو کسی دوسری آیت میں حرار عورات مومنین  
 کے لئے بھی خاص حکم آجاتا کہ تم لوگ ایام جاہلیت کے رسم و رواج کے موافق  
 بے چون و چرا باہر آیا اور جایا کرو مگر قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت شریفہ نہیں  
 آئی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم شریف معزز عورات مومنات کے لئے علی العموم ہوا اور  
 اگر چند منٹ کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آیت حجاب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ازواج مطہرات ہی کے مقدس شان میں نازل ہوئی ہے تاہم انصاف  
 طلب یہ امر ہے کہ جب پردہ نسوان اور حجاب اور ستر ایسی افضل اور قابل قدر شے  
 ہے کہ آیہ ربانی اور فرمان قرآنی خاص کر اسکے متعلق امہات مومنین کی شان مبارک  
 میں نازل ہوئی ہے تو ایسے پر آشوب و پر فساد زمانہ میں جہاں ہر چہاں طرف سے فسق  
 و فجور فحش و زنا وغیرہ ممنوعات کا زور و شور مچا ہوا ہے شرفاء مومنات کو اس فضل  
 اور مبارک حکم میں تقلید اور اتباع امہات مومنین کی لائق اور لازم ہے یا یورپین  
 لیڈیوں کی اس تقریر کے بعد بھی اگر آزادانہ خیالات کے ساتھ موجودہ پردہ نسوان  
 کی مخالفت کی جائے اور یورپین لیڈیوں کی اتباع اور تقلید کے جال مومنات عورت

کو چھنسا کر اونٹنی رہی سہی عزت اور آبرو پر بے حیائی کا پانی پھیر دیا جائے تو اس کا کیا  
 علاج ہے حاصل کلام یہ ہے کہ شریف مسلمانوں کی عورتوں کو آزادی کے ساتھ  
 باہر آنے جانے میں یورپین میڈیون کے اوپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہو کیونکہ  
 ہندوستان میں یورپین اشخاص خواہ مرد ہوں یا عورت غالبیت اور حاکمیت کے  
 ساتھ رعب و داب اور شان و شوکت قومی کے ساتھ بسر کرتے ہیں اور شریف مسلمان  
 خواہ مرد ہوں یا عورت ہر طرح سے مغلوب اور محکوم اور ذلیل و خوار ہیں یورپین  
 میڈیون کے ساتھ ان کے حاکمانہ رعب و داب کے لحاظ سے اکثر تو یہی ہے کہ کسی کی مجال نظر  
 اور نظارگی کی نہیں ہوتی ہے اور مسلمانان ہند کی عورت چونکہ خود بھی مغلوب  
 اور محکوم ہیں اور رعب و داب و خوف و خطر قومی بھی بالکل معدوم بہت ہو تو  
 پھر ایسے پر فساد زمانہ میں کیا مرد اور عورت کے فطرتی شہوات کے مقناطیسی جذبات  
 کو کوئی روک سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ انھیں مصالح اور حکمتوں کے  
 لحاظ سے شریف خاندان اور معزز مسلمانان ہند کی عورت کے لئے موجودہ پردہ مرد  
 ہند تحسن اور زیبا بھی نہیں بلکہ واجب اور ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاک زمانہ میں گو بعض بعض شدید حاجات دینی اور دنیوی کے انجام دینے کی واسطے  
 اَلصَّوْمَرَاتُ یَتَّبِعْنَ اَلْمَخْطُوْرَاتِ پر عمل کر کے مؤمنات عورت کو اجازت دی گئی تھی  
 کہ مزید احتیاط کے ساتھ بڑی بڑی چادروں کے گھونگھٹ ڈال کر یا برقعہ پہن کر باہر  
 آئیں پر اسکے ساتھ ہی اوس وقت بھی سب اور افضل یہی تھا کہ حتی الوسع مکان ہی  
 میں اپنی اپنی ضرورتوں کو انجام دیوں چنانچہ ابو داؤد شریف میں یہ روایت موجود  
 ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمُوتُوا اِنْسَاءَ كَمَا تَمُوتُ الْمَسَاجِدُ وَبَيَّوْهُنَّ خَيْرٌ لَّهِنَّ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ رو کو عورتوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے مگر اگر عورتیں نماز کو گھڑی پڑھا کرین تو یہ اونکے لئے بہتر اور افضل ہو غور کا مقام ہے کہ جب نماز ایسی ضرورت میں مؤمنات عورات کو مسجدوں میں آنے کی اجازت فقطرات کے وقت اس رعایت کے ساتھ دی گئی تھی کہ عورتوں کے آنے جانے کا دروازہ الگ تھا اور مردوں کا الگ اور عورتوں کی صف کا درجہ بھی بچوں کی صف سے اخیر تھا جیسا کہ خود ابو داؤد شریف کی متعدد روایتوں سے ان قیود کا پتہ لگتا ہے اور پھر باوجود اسکے آنحضرت صلعم اپنے پاک و مقدس زمانہ میں حسین تقویٰ اور پرہیزگاری کا عموماً رواج تھا جب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ گھڑی میں عورتوں کی نماز افضل ہوتی ہو مسجد کی نماز سے تو پھر اس پر آشوب و فتنہ انگیز زمانے میں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے اعتبار سے عورتوں کا باہر آنا ناجائز ممنوع اور حرام نہیں ہے تو اور کیا ہے ان معلومات کثیرہ کے بعد بھی اگر بعض تعلیم یافتہ حضرات اپنی رائے ناقص پر جسے زمین اور اہل بیوت کی تقلید باطل کو باعث افتخار جان کر رہی سہی عزت و حرمت و شرافت و عفت و عصمت کو مسلمانان ہند کے برباد کرنے کی فکر میں رہیں تو پھر اس نکتہ اور افلاس قومی کا کیا علاج ہے۔

ہذا آخر الکلام والحمد للہ علی الاتمام والصلوة علی رسولہ سید الانام وعلی آلہ واصحابہ الکرام۔

ابو الخیر عبدالوہاب بہاری عفا عنہ الباری خفی قدوری حال

سابق صدر مدرس سید قطامیہ یاسر حید آباد دکن  
سوم رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ

SALAR JUNG ESTATE LTD  
(Oriental Section)  
URDU PRINTED BOOKS

ناظرین تحریر مذاہر واضح اور لالچ ہو کہ واقف فروع و اصول حاوی معقول و منقول  
جناب مولانا مولوی ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری سابق صدر مدرس  
مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے جو مذکورۃ الصدر رسالہ پردہ نسوان کے متعلق  
تحریر فرمایا ہے واقعی قابل تہنیت ہے جس سے مولوی صاحب موصوف کی پوری  
پوری ییافت و قابلیت علمی مترشح ہوتی ہو بیشک آپ ایسے علما کی ذات بابرکات  
اس گئے گذرے ہوئے زمانہ میں ہندوستان کے لئے باعث فخر و موجب ناز سے  
گو کہ اختصار مضمون کے لحاظ سے بعض بعض قابل اندراج مضمون رہ گئے ہیں مگر  
تاہم آپ کی تحریر خیر الکلام ماقول و دال کی پوری پوری مصداق ہو اور گویا دریا  
کو کوڑہ میں بند کیا ہے ایک حدیث جو آپ کے مضمون فیض مشمون میں درج  
ہو چکی ہے جسکو آپ کی روح تحریر کہی جائے تو کہا ہے اور وہ یہ ہے کہ **الْمَرْءُ عَوْرَتُهُ**  
یعنی زن خود عورت ہے عورت کے لغوی معنی شرمگاہ کے ہوتے ہیں اور جب زن  
عورت ٹھہری اور عورت کا ہر ایک کے نزدیک شرعاً اور عرفاً اور راجحاً چھپانا  
لازم ہے پس اس تسکے اناث کو سراپا پوشیدہ رکھنا لازم ہے قطع نظر اس  
شرعی دلیل کے اگر عام طور سے بھی دیکھا جائے اور متعدد لغات کے اصطلاحات  
و محاورات پر غور کیا جائے اور ساتھ میں اسکے عربیوں کی فطرتی غیرت بھی نظر  
رکھی جائے تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں ضرور قابل ستر ہیں اور عورت کی

پوشیدہ رہنے والی چیز کا نام ہر ہندوستانی زبان میں مسلمان بلکہ ہندو بھی انکو عورت  
 کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف مذکور میں ذکر ہوا ہے اور علاوہ اسکے عورتوں کو عربی  
 اور فارسی و ہندی محاورہ میں مستورات بھی کہتے ہیں اور پردہ نشینی عورتوں کی صفت  
 سمجھی جاتی ہے اور عجمیائی اور بے پردگی مذمت جانی جاتی ہے۔ گجراتی زبان کو بھی غور  
 کیجئے تو عورتوں کو نگائی کہتے ہیں جسکے مفہوم سے اوسکا الگ تھلک رکھا جانا  
 معلوم ہوتا ہے اسی طرح سے کسی مناسب موقع پر بطور تمثیل اہل اسلام و ہندو میں یہ  
 کہا جاتا ہے کہ عورتوں کی طرح ہر کیون شرمائے ہو اور حق بھی یہی ہے کہ شرم اور حیا  
 عورتوں کی خیر میں ہے گویا زمانے کے گردش و رواج قوم اور مردوں کے دیوسانہ  
 آزادی نے اوسے کتنا ہی بے پردہ کیوں نہیں کیا ہو مگر جہاں کسی غیر کی نگاہ  
 اون پر پڑتی ہے دفعۃً بمقتضائے فطرت اوسکی آنکھ جھپک جاتی ہے زیادہ تر  
 اسکے مصداق ہمارے نئی روشنی والے نوجوان اور نئی روشنی کا دم بھرنے والے  
 پیرانِ نابالغ ہیں کہ احکام شرعی اور اپنا رواج قومی اور شرم و غصت کو بالائے  
 طاق رکھ کر انگریزوں کے نزدیک فقط مذہب کہلانے کی غرض سے جبراً و قہراً  
 ماتھران اور مابلیس وغیرہ کی ٹیکریوں اور ٹیلوں پر بیٹھو و سیاہیوں اور کاتھو  
 کی طرح اپنی بیویوں کو بے پردہ پھراتے ہیں اور اپنے اپنے بنگلوں کے کپڑوں وغیرہ  
 میں کھلے پھرے پر مجبور کرتے ہیں مگر اونکی جیسا اور فطرتی شرم ہر جو غیر وں کو دیکھتے  
 ہی اونھیں عار کرنے اور نہ چھپانے پر مجبور کرتی ہے اور اگرچہ یہ عجمیائی سے ایسی بیویوں  
 کو سیرگاہوں میں کھلی گاڈیوں میں پھرے پر مجبور کرتے ہیں مگر فطرتی میلان کی وجہ  
 سے آخر اونکو نیم پردہ ہی سہی مگر کھنا ضرور پڑتا ہے گو کہ وہ پھر اسی کی مصداق

لکھنؤ نہیں۔

شعر

خوب پر وہ ہو کہ چلن سے لگے بیٹھے ہو صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

گو کہ یہ نئی روشنی کا دم بھرنے والے یورومینوں کے نزدیک مہذب کہلانے اور زمانہ ساز

کی غرض سے خود کی سیویون کو بے پردہ کرتے کی کوشش کرتے ہیں مگر جس قدر یورومین

کے نزدیک وہ مہذب ہوئے اوس سے وہ چند شریف اور پردہ پسند اہل اسلام کے نزدیک

بغیر مہذب بلکہ رذیل صفت سمجھے جائینگے اوسکی دلیل یہ ہو کہ ہم اہل اسلام میں جس قدر

شریف اور معزز خاندان ہیں تمام پردہ پسندین اور تمام کی مستورات پردہ نشین ہیں بیشک

مسلمانوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں عورتیں بے پردہ ہیں جو نئی روشنی کے دم بھرنے

والوں کے عورتوں سے زیادہ آزادی کے ساتھ بازاروں میں کھلے سر پھرتی ہیں

مگر وہ کنکلی غریبوں کی رزڈیوں کی کمینوں کی ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہو کہ ان میں سے

قومیں جو ذرا مرفہ الحال ہوئیں اور شہر میں کسی قدر انھوں نے عزت اور آبرو حاصل

کی خواہ خود کی عورتوں کو شرفا اور معززین شہر کی سیویون کی طرح پردہ نشین کیا

اور تھوڑی مدت گزرنے پر معزز اور شریف کہلائے وہ بعض قومیں ہی ہیں جو کچل

پھر بمصداق کل شیئی یرجع الی اصلہ خود کی سیویون کو بے پردہ کرنے کو اپنا فوجتے

ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو عیسائی حکام بلکہ گورنمنٹ کے پاس مہذب

اور دیار کہلائیے گریں ہرگز نہیں خیال کر سکتا کہ عیسائی حکام یا برٹش گورنمنٹ کو

ایسا سمجھے اور وہ ذرا بھی اسکے مستحق ہیں اسلئے کہ اگر مہذب اور دیار ہونا اسی پر موقوف

ہو تو وہ لاکھوں مذکورہ صدر سلطان جوانوں سے زیادہ بے عزت اور بے کی عورتیں انکی

سیویون سے بڑھ کر بے پردہ اور آزاد منش ہیں وہ ہر جہ اولیٰ انسے مہذب اور دیار مر

ہونیکے استحقاق میں کیونکہ وہ ان سے زیادہ آزاد ہیں اور اسمین اونکی کوئی خاص غرض  
 بھی نہیں ہے مجھے تو یہ خوف ہو کہ یہ آزادی پسند مسلمان جس طرح پروہ پسند اور شریف  
 لوگوں میں حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں کہیں ایسے ہی ہندو اور بغیر  
 کہلانے کے عوض گورنمنٹ کے نزدیک بھی سراپا خوشامد و حقیر ہو کر خصلہ الدنیا والآخرۃ  
 کے مصداق نہ بن بیٹھیں۔

### ✽ شعر ✽

سبا و اول آن منہ و ماہ شاد کہ از بھر دنیا و دین بباد  
 افسوس ہو کہ جس اسلام اور اسلامی حکومت کی برکت سے آج تک ہزاروں بلکہ لاکھوں  
 عیسائی اور یہودیہ عہدین جلیباب اور بڑی چادرین اوڑھے ہوئے نظر آتی ہیں اور لاکھوں  
 ہندو تانیاں پردہ نشین ہیں اس کے برعکس یہ بدنام کنندہ نیکو نامے چند اہل اسلام خود کی  
 عورتوں کو بے چادر اور بے پردہ کرنے کو غرض سمجھتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو تمام بنی  
 نوع انسان میں عورتوں کو عرووں سے اجتناب اور احتراز و حجاب ایک لازمی امر ہے اور ہر  
 ایک کے نزدیک اس حجاب اور اجتناب کے علیحدہ علیحدہ طریق ہیں مثلاً عیسائیوں کے  
 علیحدہ طریق ہیں اور موسیٰ میں وغیرہ کے جداگانہ اور سمجھوں کا اصل منشا یہی ہے ذکر اور  
 انا میں فسق و فجور کا مادہ پیدا نہ ہو مگر سب عہدہ زین طریقہ اسکی ہے جو قرآن شریف و  
 حدیث سے ثابت ہے اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوسی ہدایت فرمائی ہے یہی  
 وجہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں فسق و فجور کی واردات بہ نسبت غیر اقوام کے بالکل کم ہوتی  
 ہیں اور وہ بھی جیسا بے پردگی کی بدولت اور شرعی احکامات پردہ کو بالائے طاق رکھنے  
 کی وجہ سے۔ اب یہ سوال کہ شرعی پردہ کس کو کہا جائے؟ شرعی پردہ وہی ہے کہ جو آن  
 وحدیث اور کتب فقہ سے ثابت ہے کیونکہ فقہ قرآن وحدیث سے مستنبط (ماخوذ) ہے البتہ



اسپین چند امور بطور قیاس اور احتیاطاً ہمارے فقہائے کرام نے بڑھائے ہیں مگر وہ تمام  
 اوکی نیک نیتی پر مبنی ہیں جن کا اصل منشا یہ ہے کہ مسلمان مرد و زنانہ میں خلاف شرع خلافت  
 ہو کر مادہ فسق و فجور نہ پھیلے پائے الغیر آزادی پسند طبائع کو بادی النظر میں اسپین سے  
 بہت سے امور مزید اور غیر ضروری معلوم ہونگے لیکن اگر وہ ذرا غور و تأمل اور منصف مزاج  
 سے دیکھیں تو مبہمیت کہہ اٹھیں گے کہ فقہائے کرام نے اس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے مناسب  
 ہی نہیں بلکہ ان کے یوں تو بادی النظر میں ہر حکم کی پابندی اور قید بری معلوم ہوتی  
 ہے چنانچہ ایام طاعون ہی کو دیکھئے کہ ہماری گورنمنٹ نے طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے  
 جو چند احکام و قیودات رعایائے ہند کے لئے جاری کئے تھے کس قدر ہم پر مشکل اور دشوار  
 معلوم ہوتے تھے مگر اسکے اصل فوائد کو ہماری گورنمنٹ عالیہ جانتی ہے کہ ہمارے نامی ڈاکٹر  
 لوگ ہم کو غور و تأمل کرنے کے بعد بھی اسپین سے بہت سے امور غیر ضروری اور زائد  
 معلوم ہوتے تھے مگر پھر ہم منصف مزاجی سے یہ ضرور کہیں گے کہ ان امور کی پابندی  
 صرف بطور احتیاط کے تھی جس کا عین منشا یہ تھا کہ مادہ طاعون لوگوں میں نہ پھیلے حسین  
 گورنمنٹ اور اسکے ڈاکٹروں کی نیک نیتی تھی نہ کہ لوگوں کو ضرر رسانی منظور تھی اسی طرح  
 ہماری شرعی گورنمنٹ نے پردہ کے متعلق جو کچھ احکامات جاری کئے ہیں اور ہمارے دونوں  
 جہان کے جنرل ڈاکٹر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے خوشہ چین ہمارے دوسرے  
 شرعی ڈاکٹرس نے فقہار کرام اور علماء اعظام نے جو احکامات نافذ کئے ہیں وہ سب حکمت عملی  
 سے خالی نہیں ہیں اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر فن کو وہی خوب جانتا ہے جس کو اسپین پوری  
 مہارت اور مہارت ہو مثلاً چیر بھار وہی ڈاکٹر خوب کرے گا جس کو فن مزاجی میں پوری مہارت  
 ہو مگر میدان جنگ میں چیر بھار کے بارے میں اس کی رائے کیا کام آسکتی ہے اور اس کے

آیات کیا کام دے سکتے ہیں اسی طرح سے شرعی حکامات پردہ کے بارے میں ہمارے علماء کرام  
 اور فقہاء عظام کی رائے کے تگے ان نئی روشنی والوں کی رائے کیا وقت کھتی ہو گو کہ وہ کہتے ہی  
 جہانذیہ اور تجربہ کار کیوں نہیں کیونکہ اول تو وہ احکام خداوند کریم و رسول رحیم اور شرعی  
 حکمت علیوں اور مصلحتوں سے واقف ہی نہیں اور سپہ بصادق سے ہم بھی ہیں یا پھر بن سوار نہیں  
 طبیعت میں آزادی کی دھن سمائی ہوئی ہو اسکا نتیجہ اونکو عاقبت میں جو کچھ بھگتنا پڑے وہ پڑے  
 مگر دنیا ہی میں اونکے پیچھے یہ ایک عذاب لگا ہوا ہو کہ اکثر ان کے یہاں آئے دن اسی پردہ  
 پر سے جھگڑے اور فساد ہو ا کرتے ہیں میان بی بی کی زندگی تلخ ہو میان ہیں کہ بی بی سے  
 ہر دم فرمایش کرتے ہیں کہ والان اور پیش والان اور باغیہ کے کیا و تڈپیں بے پردہ پھرین  
 اور سیر گاہوں میں اور تماشا گاہوں میں آزادانہ کھلی گاڑیوں میں جایا کریں بی بی ہے کہ  
 بیچاری انکار پر انکار کئے جاتی ہو جس پر صلواتیں سننا پڑتی ہیں۔ چونکہ بیچاری کسی شریف  
 پردہ دار مسلمان کے یہاں پیدا ہوئی ہو اور اسلامی تعلیم و تربیت پائے ہوئی ہو۔ لہذا  
 شرعی عذر اور جگہ ہنسائی اور برادری کے لعن و لعن کے حیلے بتاتی ہو مگر میان ہیں کہ  
 ایک نہیں سنتے اور روز روز وناپیشنا چلا ہی جاتا ہو غرض کہ میان بی بی کی زندگی تلخ ہوئی  
 جاتی ہے ایک طرف تو وہ آزادی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں مگر دوسری طرف سے  
 قہر الہی اونکے عیش کو کڑوا کئے دیتا ہو۔ اور جن مردوں نے جبراً و قہراً اپنی حکمت علیوں  
 سے اپنی عورتوں کو بے پردگی اور بیجا بی اور آزاد منشی کا عادی بھی کیا ہے وہ اب نہیں  
 تو آئندہ نسلوں میں روز بروز اس میں ترقی ہی دیکھیں گے اور اس کے مانگتے ہی  
 نتیجہ پائیں گے۔

## ضمیمہ رسالہ ہذا

از جناب مولانا سجادہ نشین حضرت غلام احمد صاحب قادیان مقيم بالٹونگا یعنی دوگاہ شریف قطب بھي حضرت شيخ مصری صاحب قدس سرہ۔ انھوں نے بعض کتب متبرہ سے نقل فرما کر ہمنہر رسالہ کراہ حکم سید محمد عبدالرؤف مخلص طبیب قادری ورفاعی کو عنایت کیا انھوں نے بغرض کا فادہ عوام بطور ضمیمہ کے بیان فرج کیا

**یہودیوں کے حال زار پر توجہ کرو**

میشک قوم اپنے خیال و عقل کو نزدیک کی کج حایت اسلام میں سامی ہو کوئی انہیں بتاتا ہی کوئی شک قائم کرتا ہے کوئی اخبار جاری کرتا ہی کوئی ہمدردی بکارتا ہی جو مذکورہ ایک اپنے اپنے حوصلہ اور ظن کے موافق کوشش کر رہا ہے چنانچہ کیا خوب کہا ہے۔ مصرح ہر کس خیال حد میں خطی وارند اس امر کی صداقت کیلئے چند سطریں درج فرماتا ہوں امید کہ منصف مزاج اور ہمدردان قوم و جان نشانہ امت محمدی صلعم ضروری ضرور ملاحظہ فرمادیں گے۔ اول۔ ایہ برادران اسلام ہکونہیں معلوم کہ آپ صاحبوں نے کس کو اصول تہی مانا ہے جو مختلف امور میں جان توڑ کر کوشش کر رہے ہیں کہ شاید ہمارے ہمعصر اس اصول سے ہی ناواقف نہ ہیں یا یا وجود و حقیقت کے اس سے پہچان بھی کرتے ہیں۔ دیکھئے صاحب۔ اصول تہی کل عقلا کے نزدیک تہی مسل بی آدم ہے سو اس وقت یہ امر غور طلب ہے کہ ہند کے غیر اقوام تعداد میں کس قدر زیادہ اور ہماری قوم کس قدر کم ہے۔ میں اندازہ سے مروج شماری کے بیان کرتا ہوں کہ اہل اسلام بمقابلہ غیر مذہب بہت ہی کم ہیں درآپ ہی انصاف کر دے کہ تعداد والے زیادہ تعداد میں کیونکر تہی و قریب پاسکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ اور یہ بھی قابل بیان ہے کہ ۳۵ لاکھ یہ ہند میں قابل نکاح نوجوان تہی ہیں ان کے لئے نکاح ثانی کے ایذا کی طرہ کامل توجہ لیجائے تو غالباً ۲۵ لاکھ تہی نوع آدم کے تہی سالانہ ہو سکتی ہے چنانچہ ایک سے دوسرے چار غلّی ہذا القیاس بڑھتی رہتی انشاء اللہ قبلے چند سال میں تعداد کو تیرہ ہو جائیگے۔ تیرہ بات بھی قابل افسوس ہے کہ باوجود کہ اہل اسلام کے اصول میں یہ وہ کے نکاح ثانی میں اجازت تاکید ہے۔ پھر کیوں اس امر سے پہلو ہی کرتے تہی آدم کو منقطع کرتے ہیں کیا یہی اصول ہمدردی ہے۔ جملہ برادران اسلام اور درمندان قوم اس صفوں کو غور سے ملاحظہ فرما کر نکاح ثانی کو جاری کرنے میں کاربند ہونگے۔ دوم۔ اسے پہلو جائے غور ہے کہ ہر وہ قوم اس قدر آزادی ہو کہ گروالی کے مرتے ہی دوسری شادی کر لیتے ہیں اور ملکہ ذات برادری والے بھی ترغیب دیکر جلد کر دیتے ہیں مگر اس مظلوم کو جبکہ ہلال شوہر مرجائے اسکو تازہ نکاح ثانی سے روکا جاتا ہے خواہ وہ جو من ہی کیون ہو خواہ وہ مکتب گناہ کی ہو جائے۔ چنانچہ عقلا و نقلا ثابت ہو چکا ہے۔

اسے ہمدردان قوم ذرا خوف خدا کرادوران سحاری مظلوم کو عمر بھر کی مصیبت سے چھڑا دو باطل خلاف ہمدردی کے ہو گا چنانچہ قول سعدی اسکا شاہد ہے

ہی آدم اعضا ایک دیگرند کہ ہوا ازینش نزدیک جو بہند چو عضوی بدو آدور و دگار  
 اگر عضو نارماند قرار تو کجمنت دیگران بے عسی شاید کہ نامت ہند آدمی

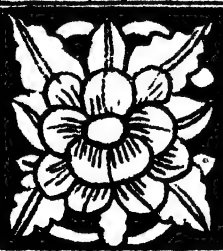


اس درود شریف کی فضیلت جناب لانا شاہ محمد صاحب الباقیہ نے جو مجلس جناب اب نصر اللہ خاں صاحب  
 میرٹھ لائبریری مجلس محمدن پور کیشنل کانفرنس ہی بدوٹخانہ جنابنا و خدا محمد علی صاحب کو کئے ناو خدا محمد  
 مین قرانی تھی اس مجلس کے اخیر میں اس درود شریف کے درود کا اسطور پر بیان فرمایا کہ جو شخص اس درود  
 شریف کو ایک سو گیارہ مرتبہ بعد از نماز عشاء با وضو پڑھ کر بہ چالیس دن تک متواتر قبل از سوئے گا اس کو زیارت  
 سردار دو جہان حضرت سروکانات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوگی اور وہ درود شریف  
 بِسْمِ اللّٰہِ صَلَّی عَلٰی سَیِّدِنَا وَبَیِّنَاتٍ وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا  
 مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ  
 اے عاشقان حبیب خدا اس دولت ابدی سے مالا مال ہو جاؤ۔

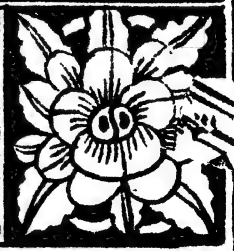
## تایخ طبع ثانی رسالہ ہندوستان میں محمد علی عرفی

دہن عاجز ہے ہمارا اور ہے قاصر زبان  
 کچھ نہیں پر یہ نہیں موقوف ہر واقعہ جان  
 بڑھکے حاتم سے بھی پیدا کر لیا نام و نشان  
 مجھے فرمایا کہ چھپو اتنا ہو یہ نشان  
 عورتوں کو پردہ لازم ہے ہر اک سے بیگان  
 تاجرانوں کی نہ مٹی خلق میں ہوا لیگان

کسطح ہو آجس مقبہ کی مدحت کا بیان  
 اوٹکی عالی ہستی مشہور عالم اب ہوئی  
 کی سخاوت اس قدر اک چمکی عالم میں دھوم  
 اس رسالے پر پڑی جسد نگاہ کار خیر  
 سامنے آنا نہیں زیر ہاے مرد غیہ کے  
 ابوؤن کی شادی کا مضمون اسلئے اقرین کا



دی مذاق نے وقت فکر سال طبع یہ  
 پردہ عصمت دوبارہ اب چھپا ہوا زوان  
 ۱ ۳ ۶ ۲۱





# التماس

مطالعین باتمین پر سنا دینا ہے یہ امر شرعی ثابت ہو گا کہ وہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی  
 سوا سنا ہے پر وہ اپنے جتنا چاہے گا کہ یہ لفظ آج کل دینیک و دنیا کو الٹ دینا ہے  
 بارہ تمام سنا دینا کو اسات کی حیثیت کرنا کہ جہاں پہنچے جہاں پہنچے اور جہاں پہنچے  
 بھی طرح طرح سے چھوڑ کر ابھر نکال کرین پس محدود و چند حضرت کا یہ خیال محض لفظ ہو کہ قرآن وحدیث باہمی مناسبت  
 کتاب سے پردہ کیا ہے نہیں تو معلوم دین و دوسری سے ہی، تین اور حدیثیں رسالہ دین میں ہیں جس سے  
 حضرت ناظرین پر واضح ہو گا کہ قرآن وحدیث میں علی العموم تمام مسلمانوں کی سیرت کو بجا کر دینا ہے نہ کہ  
 آئے نور اور نیا بناؤ سنا گیا کر کے نہ آیات یہاں نہ حدیث میں خود جو یہ سے بھی بے پہلی منوع  
 ہو یہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کے علم مسلمانوں کے نزدیک کسی کی مثل کیا خاک وقت بختی ہو  
 ہاں یہ علی عایت شریعت کا جو داخلہ دیا جائے کہ میرا جہاں جہاں میں علی حدیث میں کر دے کہ آیات  
 ہو گا کہ وہ یہ پردہ نکلی تعین فہمیت سے روایت سے تو یہ ثابت ہے کہ آپ کل میں حدیثیں قطع نظر  
 اسکے اب اس کو سنا جاو مسلمانوں کے دوزخ ہے جو ان کے مستورات کو سریدان وہ بھی بے پردہ  
 نکلتا ضروری ہو جس طرح محدثین و مفسرین اور ہمارے علماء دین کے مشا کے خلاف یہ محدود و چند  
 حضرات آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ احکام پر وہ کی "اولی ہوں کرتے ہیں کہ وہ پینٹہ کی سیبوں کے  
 لئے مخصوص احکام میں حالانکہ یہ کتنا اوستا فاس مع الفارق ہے پس ہم بھی اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ  
 جگہ کے لئے تشریف لیا گیا یا عقاب فرما نا خاص تائیان شہ حضرت بنی عابدہ مستحق ہی تھا اور گو کہ  
 بعض حضرات کام خیال ہو کہ موجودہ پردہ فضول ہے بلکہ شرعی پردہ رکھنا چاہئے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ  
 شرعی پردہ تو موجودہ پردہ سے بھی سخت تر ہے کیونکہ شرعاً عورتوں پر اپنا منہ اور آواز بجانہ عورت سے  
 پوشیدہ رکھنا واجب ہے اور چلوچ گادیوں کے سامنے نہ نامشروع ہے اور ناہیا عورت سے بھی پردہ  
 ضروری ہے بلکہ ایسی عورتیں جو سرنازار پر اگر کسی عورت سے بھی پردہ ضروری ہے پس اگر ان تمام  
 باتوں پر سخت مزاحمت سے غور کیا جاوے تو موجودہ پردہ شرعی پردہ پر حرام نہ ہو بلکہ اگر کوئی اہل  
 عورتوں سے عورتوں کا پردہ کرنا تو کتنا راسخا کہوں عورتیں بناؤ سنا کر کے سر باز رکھتا  
 ہرگز ان اقلتر قوموں میں پردہ ہے بھی تو ہر ایک نام بلکہ شرعی حدیث پر تو حسینیت  
 سے اصطلاحات ہی بھی ضرورت ہے  
 بین قتادہ رہا زکاست نہ لکھا — خطا

وما علینا الا البلاغ







